نظرات

آج عالمی سطح پر سرمایہ داریت، اشتراکیت، صیہونیت اور سامراجیت متحدہ طور پر اسلام کی سربلندی اور احیائے نو کی تحریک سے گھبرا کر اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے کھڑی ہو گئی ہیں۔ اُن قوتوں کی یہ کوششیں اور سازشیں نئی نہیں ہیں۔ ماضی میں بھی اس طرح کی کوششیں ہوئی ہیں، تاہم اس صدی کے دریدہ دہن مصنف نے اپنے بدنام زمانہ کتاب میں بارگاہِ رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں جو گستاخی اور بدتمیزی کی ہے اس پر پوری دنیا کے مسلمانوں کا غصہ اور احتجاج اور اظہارِ غیظ و غضب بالکل فطری اور قدرتی ہے۔ اور دینِ اسلام میں ایسی گستاخی کے مرتکب شخص کو آخری درجہ کی سزا کا مستحق قرار دیا گیا ہے اس کتاب کی اشاعت کے پیچھے واضح طور پر اسلام دشمن قوتوں کا ہاتھ ہے۔

۱۹۷۸ء میں ایک امریکی مصنف اور اسکالر ڈاکٹر مائیکل ایچ ہارٹ نے دنیا کو چونکا دینے والی کتاب "THE HUNDRED" کے نام سے انگریزی

یں لکھی تھی۔ اس میں اس نے دنیا بھر کے ان نامور ترین سو اہم شخصیات کا ذکر کیا تھا جنہوں نے اپنے کردار و عمل سے تاریخ عالم پر بہت ہی گہرے اور مثبت اثرات ڈالے تھے اور ان سو شخصیتوں میں اس نے اوّل نمبر پر محسن انسانیت اور ہادیٔ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی بغیر کسی تعصب اور جھجک کے تذکرہ کیا تھا۔ اس کتاب کی بڑے پیمانے پر اشاعت اور ذکر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اس سربلندی سے اسلام دشمن عناصر خاص طور یہودیت اور نصرانیت کو سخت صدمہ پہنچا تھا اور یہ دیکھ کر کہ امریکہ اور یورپ میں اسلام کا عام تعارف ہو رہا ہے اور اس کی اشاعت روز بروز بڑھ رہی ہے اس بات کا خطرہ ہونے لگا کہ وہ وقت دُور نہیں جبکہ وہاں مسلمان ایک ناقابلِ تسخیر قوت بن کر اُبھریں گے ایک منظم سازش کے تحت ایک ملعون اور بدبخت سے بدنام زمانہ کتاب لکھوائی گئی، تاکہ حقائق و واقعات کی روشنی میں استدلال و منطق کے ساتھ ڈاکٹر مائیکل ایچ ہارٹ کی علمی اور تحقیقی کتاب کے اثرات کو زائل کیا جاسکے، مگر انھیں کیا معلوم کہ:- ؎ پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

اس رسوائے زمانہ کتاب میں اسلام کے خلاف کُفر بکا گیا ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت ہی بھونڈے ڈھنگ سے مذاق اُڑایا گیا ہے، واجب الاحترام شخصیتوں کی شان میں بے ہودہ قسم کی گستاخی کی گئی ہے اور اس طرح دنیا بھر میں دینِ اسلام کے متعلق بے بنیاد اور گمراہ کن باتیں پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لئے دنیا کے ایک ارب مسلمانوں کو سخت روحانی اذیت اور جذباتی تکلیف پہونچی ہے۔ ان

عظیم اور قابل قدر شخصیتوں کی شان میں گستاخی اور بدتمیزی کا کسی طرح
قابل برداشت نہیں، جن کی عزت واحترام اربوں انسانوں کے دلوں میں
ہے۔ مسلمانوں نے ہر دور میں تعمیری تنقید اور علمی مباحثہ کا دروازہ کھلا
رکھا ہے مستشرقین اور مستغربین روز اول سے اسلام، قرآن کریم اور
پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر سنجیدہ زبانی تنقید اور اعتراض کرتے
رہے ہیں اور ہمارے علماء اور اسلامی مفکرین سنجیدہ ٹھوس اور علمی
انداز میں جواب دیتے رہے ہیں، لیکن ایک ژولیدہ فکر مریض کے
پاگل پن کا، ایک بے ادب کے پھکڑپن کا، ایک گستاخ کی گستاخی کا
جواب کسی سنجیدہ اور سمجھدار انسان کے بس کی بات نہیں ہے اس لیے کہ
سلمان رشدی نامی شخص کا انداز کلام نہ اظہار رائے ہے اور نہ ادب!

ایران کی پارلیمنٹ بہرحال مبارکباد کی مستحق ہے کہ اس نے بڑی
طاقتوں کے دباؤ اور خوف سے بے پروا ہو کر رشدی کے بارے میں
علامہ خمینی نے قتل کا فتویٰ صادر کرکے جرأت ایمانی کی مثال پیش
کی ہے، اپنے موقف پر قائم و دائم ہے، لیکن یہ امر بھی قابل غور ہے
کہ علامہ خمینی کے رشدی کے قتل کے فتویٰ کے بعد بھی وہ ملعون تو چین
کی بانسری بجا رہا ہے لیکن ملک کے مختلف حصوں میں درجنوں قیمتی
جانیں ناموس رسالت کے نام پر قربان ہو چکی ہیں۔ اور افسوس
مسئلہ جہاں تھا وہیں ہے!

رشدی کی حمایت اور پشت پناہی کے جواز میں حکومت برطانیہ
نے یہ دلیل ہمیشہ کی ہے کہ وہ آزادی تحریر و تقریر کے احترام کی علمبردار

ہے۔ اسی لئے اسے دنیا کے تقریباً پچاس اکثریت والے ممالک اور ان کے علاوہ بہت سارے اسلام پسند اور امن دوست ملکوں کے بسنے والے مسلمانوں کی روحانی اذیت اور احتجاج و مظاہرہ کا کوئی خیال نہیں اور بجائے اس کے کہ وہ اس گستاخ قلم کار اور کتاب کے ناشر کو قرار واقعی سزا دیتی کہ دوبارہ کوئی سرپھرا اس طرح گستاخی کی جرأت و ہمت نہیں کرتا، حکومت برطانیہ نے اسے اپنے وقار کا مسئلہ بنالیا۔ برطانیہ کی یہ استعماری ذہنیت قابل تشویش ہے جسے دنیا کی ایک بڑی آبادی اور مذہبی اقدار پر یقین رکھنے والے ایک عظیم طبقہ کے جذبات اور احساسات کی قطعی کوئی پرواہ نہیں۔

رشدی کی حمایت اور پشت پناہی کے جواز میں حکومت برطانیہ نے جو دلیل پیش کی ہے، اگر وہ سچ ہے تو پوچھا جاسکتا ہے کہ وہ جنوبی افریقہ کی نسل پرست حکومت کی حمایت کیوں کرتی ہے؟ جس نے "نیلسن منڈیلا" کو آزادیٔ تحریر و تقریر کے استعمال کے جرم میں رسید زنداں کر رکھا ہے۔ درآں حالانکہ برطانیہ میں عیسائیت کے بنیادی عقائد کے خلاف تحریر و تقریر پر پابندی ہے اور اس جرم کے مرتکب فرد کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ حالانکہ غیر جانب داری اور جمہوریت کا یہ تقاضا تھا کہ حکومتِ برطانیہ نہ صرف عیسائیت بلکہ کسی بھی مذہب کے عقائد و نظریات کی بے حرمتی کو غیر قانونی قرار دے۔ کیا یہ دوہری پالیسی نہیں ہے۔

ہم یہ مانتے ہیں کہ آزادیٔ تحریر و تقریر کسی بھی صحت مند جمہوری ماحول

...ودی کے لیے انتہائی ...
...ب دیکھا جا سکتا ہے کہ مذاہب خاص طور پر دینِ اسلام آزادیٔ تحریر و تقریر کا سب سے بڑا علمبردار ہے، مگر اصولی اعتبار سے اس کا ناجائز اور بے جا استعمال بھی مہلک اور خطرناک نتائج کا حامل ہو سکتا ہے اور اس کا یہ مطلب کسی بھی مہذب سماج میں یہ نہیں لیا جا سکتا کہ جس کے جو جی میں آئے کہہ ڈالے۔ تقریر و تحریر کی آزادی کے پس منظر میں بھی یہ حقیقت ہرگز نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ ہر شخص کی اپنی ذاتی اور اجتماعی ذمہ داری بھی ہوتی ہے جس سے چشم پوشی قطعی نامناسب ہے۔

دُنیا بھر کے مہذب اور انصاف پسند ممالک اور اقوام اب اس بات کو ماننے کے لئے مجبور ہیں کہ قانونی، سماجی، اخلاقی اور مذہبی اعتبار سے "شیطانی کلام" اس صدی کی مذموم حرکت ہے۔

اگر زبان و قلم کے ناجائز اور بے جا استعمال کے خلاف سخت اور ٹھوس اقدامات نہ اٹھائے جائیں تو باہمی منافرت اور تعصب کو بڑھاوا ملے گا اور اس سے امنِ عامہ کو مزید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔!!